سلسلہ: رسائلِ فتاوٰی رضویہ

جلد: چھبیسویں

رسالہ نمبر 1

المقصد النافع ۱۳۱۵ھ
فی عصوبۃ الصنف الرابع

چوتھی قسم کے عصبہ ہونے میں نفع دینے والا مقصد

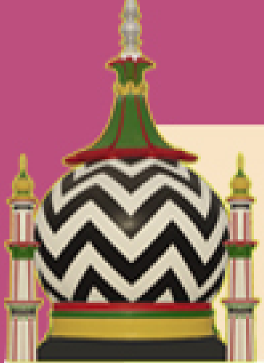

پیشکش: مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

رسالہ
المقصد النافع فی عصوبۃ الصنف الرابع ۱۳۱۵ھ
(چوتھی قسم کے عصبہ ہونے میں نفع دینے والا مقصد)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

مسئلہ ۶۵: از اٹاوہ متصل کچہری منصفی مکان مولوی حبیب علی صاحب مرسلہ مولوی وصی علی ۵ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عصبات کی جوچار قسم مقرر ہیں، فروع میت، اصول میت، فروع اب میت، فروع جد میت، منجملہ ان کی قسم اول ودوم وسوم میں کوئی بحث نہیں مگر قسم چہارم یعنی فروع جد میت کاسلسلہ ایساوسیع ہے کہ حق رسی اس کی دشوار بلکہ غیر ممکن معلوم ہوتی ہے کیونکہ کوئی مسلمان ایسانہ ہوگا جس کاعصبہ نسبی قسم چہارم یعنی دادا کی اولاد یاپر دادا کی اولاد یاسر دادا کی اولاد یاان سے بھی عالی کسی جد کی اولاد موجود نہ ہو اگر دیہہ یاقصبہ مسکونہ میت میں نہ ہوگا تودوسرے دیہہ یاقصبہ میں یادوسرے شہر یاملک میں ہوگا مثلاً ہند میں نہ ہوگا توعرب یاعجم میں ہوگا تمامی ربع مسکون میں کہیں نہ کہیں ضرور موجود ہوگا، پس درصورت عدم موجودگی عصبات قسم اول ودوم وسوم کے ایسے عصبات کوتلاش کرنا

اور ان کا حصہ ان کو پہنچانا غیر ممکن ہے اور ظاہرًا شرع شریف میں کوئی ایسا حکم بھی پایا نہیں جاتا کہ میت کے ورثاء حاضرین میت کے ترکہ کو باخود تقسیم کرلیں حقداران غیر حاضرین کو اطلاع بھی نہ دیں یا جو لوگ بوجہ لاعلمی وفات مورث یا بوجہ لاعلمی مسائل شرعی کے دعویدار نہ ہوں نے ان کے حقوق ضائع کردیئے جائیں بلکہ مفقود کے واسطے جبکہ یہ حکم ہے کہ حصہ اس کا نوے برس کی عمر تک امانت رہے تو ایسے حصہ دار کیونکر محروم کئے جاسکتے ہیں، علاوہ اس کے دیگر حقداران جو بصورت نہ ہونے عصبات نسبی کے مستحق ہیں مثلاً مولی العتاق ذوی الفروض مستحق پانے حصہ کے بطور رد کے ذوی الارحام ولی الموالات مقرلہ النسب موصی لہ مستحق ردو غیرہ ان کے حقوق قائم ہونے کی کوئی صورت ہی نہیں معلوم ہوتی کیونکہ جب عصبہ نسبی کا غیر موجود ہونا حسب تشریح صدر غیر ممکن ہے تو حقداران مابعد کے حقوق قائم ہونا بھی غیر ممکن ہے پس ایسے حقداران کے متعلق جو مسائل ہیں وہ محض بیکار ہوئے جاتے ہیں حالانکہ شریعت کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے جو مورد اعتراض کسی قسم کا ہوسکے لہٰذا دریافت طلب امور مصرحہ ذیل ہیں:

اوّلاً: عصبات کی جو اقسام قرار دی گئی ہیں خصوصًا قسم چہارم جو الفاظ "ادعالیھا" (یا اس سے اوپر۔ت) مشروع ہیں ان کا ماخذ کیا ہے یعنی کس آیۂ قرآن شریف یا کس حدیث شریف سے ماخوذ ہے یا اور کس ماخذ سے۔

ثانیًا: عصبات نسبی کا غیر موجود ہونا حسب شرح صدر نا ممکن ہے کہ نہیں۔

ثالثًا: عصبات نسبی کا غیر اگر موجود ہونا ناممکن ہے تو مسائل متعلقہ عصبات سببی وغیرہ جو بصورت نہ ہونے عصبات نسبی کے مشروع ہیں کس صورت میں کارآمد ہوسکتے ہیں۔

رابعًا: شرع شریف میں کہیں ایسا حکم ہے کہ غیر حاضرین حصہ داران کو اطلاع نہ دی جائے یا جو لوگ بوجہ لاعلمی وفات مورث یا لاعلمی مسائل شرعی کے دعویدار نہ ہوں وہ اپنے حقوق واجبی سے محروم رہیں ان کی تلاش نہ کی جائے۔

خامسًا: ایسا ہوسکتا ہے کہ عرب سے کوئی شخص آئے اور آپ کو سید مثلاً اولاد علی و بنی فاطمہ ثابت کرکے ہند میں کسی اولاد علی بنی فاطمہ کا ترکہ اس کے ذوی الفروض سے تقسیم کرالے یا ہند کا کوئی سید عرب میں جاکر کسی سید متوفی کا ترکہ پائے قاضیان عرب بصورت ثابت کردینے نسب کے اس کو دلادیں گے۔

سادسًا: عہد صحابہ رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین یا تابعین یا تبع تابعین میں کبھی ایسے

عصبات بعیدہ کو بمقابلہ ذوی الفروض کے حصہ دلایا گیاہے کہ نہیں، اگر دلایا گیا تو کس کتاب سے ثابت ہے۔

سابعاً اس استفتا کے مفتیان صاحبان کے علم میں کبھی ایسے عصبات بعیدہ مثلاً پرداداکے بھائی کی اولاد یا سردادا کے عم کی اولاد یا ان سے بھی عالی کسی جد کی اولاد کو بحالت موجودگی ذوی الفروض نسبی کے حصہ ملاہے کہ نہیں، اگر ملاہے توکب کس خاندان میں۔

ثامناً اگر کسی قصبہ یاشہر میں رواج یہ ہے کہ بصورت عدم موجودگی عصبات قسم اول ودوم وسوم کے منجملہ قسم چہارم جد کی اولاد تک بمقابلہ ذوی الفروض کے حصہ دیاجاتاہے اَب الجد یا جد الجد یااس سے بھی عالی کسی جد کی اولاد کو حصہ نہیں دیاجاتا بلکہ ذوی الفروض پر رَد ہوجاتاہے تو یہ رواج قابل عملدرآمد ولائق لحاظ ہے کہ نہیں؟ بیّنواتوجروا (بیان فرمائیے اجر دیئے جاؤگے)

الجواب:

جواب سوال اوّل

ماخذ اس کاکلام اللہ عزوجل وسنت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے۔ قال اللہ تبارک وتعالٰی:

"وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ۠(۷۵)"[1]	اور رشتہ والے ایک سے دوسرے زیادہ نزدیک ہیں اللہ کی کتاب میں۔ بیشک اللہ سب کچھ جانتاہے۔(ت)

حدیث اول[1]: عبد بن حمید وابن جریر اپنی تفسیر میں قتادہ سے راوی:

ان ابابکر الصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ قال فی خطبتہ الا ان الاٰیۃ التی ختم بہا سورۃ الانفال انزلہا فی اولی الارحام بعضھم اولی ببعض فی کتاب اللہ	سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا: خبردار وہ آیت جس پر سورۂ انفال ختم کی گئی اللہ تبارک وتعالٰی نے اس کو رشتہ والوں کے بارے میں نازل فرمایا کہ "ان میں سے بعض بعض سے اولٰی ہیں

---

[1] القرآن الکریم ۷۵/۸

ماجرت بہ الرحم من العصبة[2]۔ ھذا مختصر۔	اللہ تعالٰی کی کتاب میں "یعنی ہر وہ عصبہ جس میں نسبی رشتہ جاری ہو۔ یہ مختصر ہے۔(ت)

حدیث دوم ۲: احمد و بخاری و مسلم و ترمذی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الحقوا الفرائض باھلھا فما بقی فھو لاولی رجل ذکر[3]۔	فرائض ذوی الفروض کو دو، اور جو بچ جائے وہ قریب ترین مرد کے لئے۔(ت)

حدیث سوم ۳: صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مامن مؤمن الا وانا اولٰی بہ فی الدنیا والاٰخرۃ اقرؤا ان شئتم النبی اولٰی بالمؤمنین من انفسھم فایما مؤمن مات وترك مالا فلیرثه عصبته من کانوا ومن ترك دینا اوضیاعا فلیأتنی فانا مولاہ والحدیث عند الشیخین[4] واحمد والنسائی وابن ماجة وغیرھم عنه نحوہ۔	کوئی مومن نہیں مگر یہ کہ میں دنیا وآخرت میں اس کا ولی ہوں، اگر تم چاہو تو آیت پڑھ لو "یہ نبی (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے"۔ پس جو کوئی مومن مرگیا اور اس نے کوئی مال چھوڑا تو وہ اس کے قریبی وارثوں اور عصبہ کے لئے ہے جو بھی وہ ہوں، اور جس نے قرض یا کمزور اولاد چھوڑی ہو تو وہ میرے پاس آئے میں اس کا مولٰی ہوں۔ اور یہ حدیث شیخین، امام احمد، اور نسائی وغیرہ کے نزدیک ثابت ہے(ت)

---

[2] جامع البیان (تفسیر ابن جریر) تحت آیۃ لیستفتونك قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ المطبعۃ المیمنہ مصر ۶/۲۴، الدر المنثور بحوالہ عبد بن حمید وغیرہ ///// مکتبہ آیۃ اللہ العظمٰی قم ایران ۲/۲۵۱

[3] صحیح البخاری کتاب الفرائض باب میراث الولد من ابیہ وامہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۹۹۷، صحیح مسلم کتاب الفرائض ۲/۳۴ وجامع الترمذی ۲/۳۱ ومسند احمد بن حنبل ۱/۳۲۵

[4] صحیح البخاری کتاب فی الاستقراض الخ باب الصلوٰۃ علی من ترك دینا قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۲۳، /// کتاب التفسیر سورۃ الاحزاب /// ۲/۷۰۵

حدیث چہارم[۴]: احمد وابوداؤد ونسائی وابن ماجہ وبیہقی بسند صحیح بطریق عمروبن شعیب عن ابیہ عن جدہ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما احرز الولد اوالوالد فھو لعصبتہ من کان[5]۔	جو ولاء اولاد یاوالد حاصل کرے وہ اس کے عصبہ کے لئے ہے چاہے وہ کوئی ہو۔(ت)

حدیث پنجم[۵]: عبدالرزاق اپنی مصنف میں حضرت ابراہیم نخعی سے راوی، امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

کل نسب توصل علیہ فی الاسلام فھو وارث موروث[6]۔	ہر نسب جو اسلام میں ملتا ہو وہ وارث و موروث ہے۔(ت)

حدیث ششم[۶]: سنن بیہقی میں ہے:

عن جریر عن المغیرۃ عن اصحابہ قال کان علی رضی اللہ تعالٰی عنہ اصحابہ اذا لم یجدوا ذاسھم اعطوا القرابۃ وماقرب اوبعد اذاکان رحما فلہ المال اذا لم یوجد غیرہ[7]، ھذا مختصر۔	حضرت جریر نے حضرت مغیرہ یعنی ان کے اصحاب سے روایت کی، مغیرہ نے کہا حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ اور ان کے اصحاب جب کوئی ذی سہم نہ پاتے تو وہ ترکہ رشتہ داروں کو دے دیتے وہ قریب والا ہو یا بعید والا جبکہ رشتہ دار ہو تو سب مال اسی کا ہے جب اس کا غیر موجود نہ ہو۔ یہ مختصر ہے۔(ت)

آیۃ کریمہ نے رشتہ داروں کو مطلق رکھا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے تصریح فرمادی کہ آیت میں ہر عصبہ نسبی داخل۔ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حدیث سوم وچہارم میں صاف تعمیم فرمائی کہ عصبہ وارث ہے کوئی ہو، حدیث پنجم میں فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا

[5] سنن ابی داؤد کتاب الفرائض باب فی الولاء آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۴۸، سنن ابن ماجہ // باب میراث الولاء ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۰۰

[6] المصنف لعبدالرزاق // باب الحمیل حدیث ۱۹۱۸۰ المجلس العلمی بیروت ۱۰/ ۳۰۱

[7] السنن الکبرٰی للبیہقی // باب من قال بتوریث ذوی الارحام دار صادر بیروت ۶/ ۲۱۷

اسلام میں نسب جہاں جاکر ملے موجب وراثت ہے، حدیث ششم میں مولا علی کرم اللہ وجہہ کاارشاد کہ رشتہ دار پاس کاہو یا دور کا، جب اورنہ ہوتوسب مال اسی کا ہے۔ان ارشادات نے توتمام قریب وبعید کے عصبات نسبی کو دائرۂ توریث میں داخل فرمایااور حدیث دوم میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ارشاد اقدس نے کہ جواہل فرائض سے بچے وہ قریب تر مرد کے لئے ہے ترتیب الاقرب فالاقرب کاحکم بتایالاجرم بلحاظ قرب اتصال یہ اقسام اربعہ منتظم ہوئیں۔

جواب سوال دوم

ہر گزنا ممکن نہیں بلکہ بارہاواقع ہوااور خود زمانہ رسالت میں ہوا، اوراب واقع ہے اور عادۃً واقع ہوتارہے گا۔

اوّلاً: فرض کیجئے مجوس وہنوز ونصارٰی یہود وغیرہم کفار کی اقوام سے ایک شخص مسلمان ہوااور اس کے باقی رشتہ دار اپنے کفر پر ہیں ان میں ان کاعصبہ نسبی کون ہے کوئی نہیں۔

قال اللہ تعالٰی "اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ" [8]۔	اللہ تعالٰی نے فرمایا: "وہ تیرے گھر والوں میں نہیں بے شک اس کے کام بڑے نالائق ہیں۔(ت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لایرث المسلم الکافر ولاالکافر المسلم، رواہ الشیخان [9] عن اسامۃ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما۔	مسلمان کافرکاوارث نہیں ہوتا اورنہ ہی کافر مسلمان کا۔اس کو شیخین نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔(ت)

[8] القرآن الکریم ۱۱/۴۶

[9] صحیح البخاری کتاب الفرائض باب لایرث المسلم الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۱۰۰۱، صحیح مسلم ؍؍ باب قدر الطریق الخ ؍؍ ۲/۳۳

ثانیًا: ایک کافرہ حاملہ مسلمان ہوئی اور ایام اسلام میں بچہ پیدا ہوا اس کے چھوٹے بچے جو زمانہ کفر ہی میں پیدا ہوئے تھے بحکم **الولد یتبع خیر الابوین دینا**[10] (بچہ والدین میں سے بہتر دین رکھنے والے کے تابع ہوتا ہے۔ت) مسلمان قرار پائے ان بچوں کا کوئی قریب نسبی ان کا عصبہ نہیں۔

ثالثًا: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: **للعاھر الحجر**[11]۔ زانی کے لئے پتھر (ت)

تو ولد الزنا کا نہ کوئی باپ نہ کوئی عصبہ نسبی، لہذا ایک عورت کے دو بچے کہ زنا سے ہوں اگرچہ ایک مرد سے ہوں باہم ولد الام کی میراث پاتے ہیں نہ بھی الاعیان کی کما فی الدرالمختار وغیرہ من الاسفار (جیسا کہ درمختار وغیرہ ضخیم کتابوں میں ہے۔ت)

رابعًا: زن وشو نے لعان کیا بچہ بے عصبہ نسبی رہ گیا **لانہ ایضا لااب لہ کما فی الدر ایضا** (کیونکہ اس کا بھی کوئی باپ نہیں جیسا کہ درمختار میں ہے۔ت)

خامسًا: دارالحرب سے کچھ کفار مقید ہو کر آئے امیر المومنین نے غانمین پر تقسیم فرمادیئے یہ سب کنیز وغلام مسلمان ہوگئے آپس میں نہایت قریب کے رشتہ دار ہیں اور سب مسلم مگر سب مملوک، اب ان میں ایک آزاد ہوا، باقی اس کے عصبہ نسبی نہیں کہ رق مانع ارث ہے۔

سادسًا: ایک بچہ سڑک پر پڑا ہوا ملا پرورش کیا گیا اس کا عصبہ نسبی کسے کہا جائے اسی طرح اور بعض صور بھی ممکن، ان میں بعض صورتیں علم عدم کی ہیں جیسے ولد زنا ولعان، بعض عدم علم کی جیسے لقیط، اور مقصود اس سے بھی حاصل کہ توریث بے علم نا ممکن، لاجرم ردوغیرہ مدارج تحتانیہ کی طرف رجوع ہوگی، ہمارے زمانے میں زوجین پر بھی رَد ہوتا ہے **کما نصوا علیہ** (جیسا کہ مشائخ نے اس پر نص فرمائی ہے۔ت) اب **سوال سوم** خود مندفع ہوگیا اور حاجت جواب نہیں۔

تنبیہ: ان امور کے سوا ایک صورت نادرہ اور ہے کہ وہ بھی ایک بار واقع ہوئی اور ممکن تو بے شمار بار ہے یعنی بچے کا بن باپ کے پیدا ہونا۔ سیدنا عیسٰی کلمۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے

---

[10] الدرالمختار کتاب النکاح باب نکاح الکافر مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۱۰

[11] صحیح البخاری کتاب الفرائض باب الولد للفراش الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۹۹

اب تک کوئی عصبہ نسبی نہیں یہاں تک کہ بعد نزول ان کے اولاد ذکور پیدا ہوں۔اب رہا زمانہ رسالت میں وقوع،اس کے لئے حدیثیں سنئے:

حدیث ہفتم[۷]: سنن ابی داؤد وجامع ترمذی میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے:

ان مولی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مات وترک شیأً ولم یدع ولد اولا حمیما فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اعطوا میراثہ رجلا من اھل قریتہ[12]۔	نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ایک آزاد شدہ غلام فوت ہوا اس نے کچھ مال چھوڑا اور اولاد نہیں چھوڑی،نہ کوئی اور قرابت دار چھوڑا،تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:اس کی میراث اس کے قریہ والے کسی مرد کو دے دو۔(ت)

حدیث ہشتم[۸]: مسند الفردوس حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی:

ان وردان مولٰی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وقع من عذق نخلۃ فمات فاتی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بمیراثہ فقال انظروا لہ ذا قرابۃ قالوا مالہ ذوقرابۃ قال فانظروا ھمشھریًّا لہ فاعطوہ میراثہ یعنی بلدیًّا لہ[13]۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا وردان نامی ایک آزاد شدہ گلام کھجور کے ایک درخت سے گرگیا اور فوت ہوگیا اس کی میراث رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ے پاس لائی گئی تو آپ نے فرمایا کہ اس کا کوئی قرابتدار دیکھو،صحابہ نے عرض کی اس کا کوئی قرابتدار نہیں۔تو آپ نے فرمایا اس کا کوئی ہم وطن یعنی اس کے شہر کا کوئی شخص دیکھو تو اس کی میراث اسے دے دو۔(ت)

ان دونوں حدیثوں کا حاصل یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ایک غلام آزاد شدہ نے انتقال فرمایا ان کے نہ اولاد تھی نہ کوئی قرابتدار،حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

---

[12] سنن ابی داؤد کتاب الفرائض باب فی میراث ذوی الارحام آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۴۶

[13] کنزالعمال بحوالہ الدیلمی عن ابن عباس حدیث ۳۰۶۶۱ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۱/ ۷

نے ان کا ترکہ ان کے ایک ہم وطن کو عطا فرمادیا۔ علماء فرماتے ہیں یہ عطا فرمانا بطور تصدق تھا نہ کہ بطور توریث، اور خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بذریعہ ولائے عتاقہ وارث نہ ہوئے کہ انبیاء کرام نہ کسی کے وارث ہوں نہ کوئی ان کا وارث مال ہو علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

جواب سوال چہارم

شرع مطہر میں کہیں ایسا حکم نہیں، نہ ترک دعوی، اگرچہ باوصف علم وفات مورث وعلم مسائل شرعیہ بالقصد بلکہ بالتصریح ہو موجب حرمان۔ اشباہ میں ہے:

لو قال الوارث ترکت حقی لم یبطل حقه[14]۔	اگر وارث نے کہا میں نے اپنا حق چھوڑدیا ہے تو اس کا حق باطل نہیں ہوگا۔ (ت)

غمزالعیون میں ہے:

لومات عن ابنین فقال احدھما ترکت نصیبی من المیراث لم یبطل لانه لازم لایترک بالترک[15]۔	اگر کوئی شخص دو بیٹے چھوڑ کر مرگیا ان میں سے ایک نے کہا میں نے میراث سے اپنا حصہ چھوڑدیا تو اس کا حصہ باطل نہیں ہوگا کیونکہ اس کا حصہ لازم ہے جو چھوڑنے سے متروک نہیں ہوتا (ت)

بلکہ شرع مطہر میں حکم ہے کہ اگر کچھ لوگ قاضی کے پاس حاضر آئیں اور کسی جائداد غیر منقولہ کی نسبت ظاہر کریں کہ ان کے فلاں مورث سے ترکہ میں انہیں پہنچی اور اس کی تقسیم چاہیں تو قاضی صرف ان کے بیان پر اس کی تقسیم نہ کرے جب تک بینہ سے ثابت نہ کریں کہ مورث مرگیا اور اتنے وارث چھوڑے۔

فی الدرالمختار عقار یدعون انه میراث عن زید لایقسم حتی یبرھنوا علی موته	درمختار میں ہے کہ کچھ لوگ کسی غیر منقولہ جائداد کے بارے میں یہ دعوی کریں کہ وہ زید کی میراث ہے تو قاضی اس کی تقسیم نہ کرے

[14] الاشباہ والنظائر الفن الثالث احکام النقد ادارۃ القرآن کراچی ۲/ ۱۶۰

[15] غمزعیون البصائر مع الاشباہ والنظائر ؍؍ ؍؍ ؍؍ ۲/ ۱۶۰

وعدد ورثتہ[16]۔	جب تک وہ زید کی موت اور اس کے وارثوں کی تعداد پر گواہ قائم نہ کریں۔(ت)

اور مال منقول کو اگرچہ تقسیم کردے گا مگر کاغذ قسمت میں لکھ دے گا کہ یہ صرف ان کے بیان پر تقسیم کیا گیا۔

فی الھندیۃ یذکر القاضی فی صك القسمۃ باقرارھم[17]۔	ہندیہ میں ہے کہ قاضی ان کا اقرار کاغذ قسمت میں ذکر کردے گا۔(ت)

اس سوال کا جواب تو یہ ہے مگر اس کو مانحن فیہ یعنی توریث عصبہ بعیدہ قسم چہارم پر ورود نہیں کما ستعرفہ ان شاء اللہ تعالٰی (جیسا کہ عنقریب تو جان لے گا اللہ تعالٰی نے چاہا۔ت)

جواب سوال پنجم

اولًا: مجرد کسی کے زبانی ادعا پر کہ میں فلاں کا نسیب ہوں توریث نہیں ہوسکتی اس کے لئے ثبوت شرعی چاہئے۔

ثانیًا: استحقاق ارث عصوبت صرف نسیب ہونے پر مبنی نہیں بلکہ شرع میں اس کے لئے ترتیب ہے جب تک ثابت نہ ہو کہ اس ترتیب کی رو سے یہی مستحق یا یہ بھی مستحق ہے ترکہ نہیں دیا جاسکتا یہاں عدم علم حکم میں مثل علم عدم کے ہے ولہذا چند شخص ایک معرکہ میں مقتول یا ایک واقعہ میں غریق یا حریق ہوں اور ان کی موت کا تقدم تاخر نہ معلوم ہو تو نہ باپ بیٹے کا ترکہ پائے گا نہ بیٹا باپ کا، ہر ایک کے ورثہ احیاء وارث ہوں گے وبس۔ جب کسی سید کا انتقال ہو تو جہاں تک اس کا سلسلہ نسب معلوم ہے اس کے آباء وآباء آباء الاقرب فالاقرب کی اولاد ذکور الاقرب فالاقرب تلاش کریں گے جو اقرب ثابت ہوگا اسے عصبہ ٹھہرائیں گے اگرچہ بیس پشت پر اس سے ملتا ہو اور سلسلہ معلومہ کی اولاد ذکور سے کوئی معلوم نہیں تو تمام یہاں کے سادات کرام کو عصبہ ٹھہرانا محال کہ ان میں یقینًا بعض بعض سے اقرب ہیں اور ایک معین کو جزافًا عصبہ اقرب کہہ دینا محال کہ ترجیح بلامرجح ہے و حکم بلادلیل ہے اور جب کسی کی عصوبت ثابت نہیں کسی کا استحقاق ثابت نہیں تو ان میں کوئی شخص کیونکر ترکہ بٹا سکتا ہے یا قاضی اسے دلا سکتا ہے۔ علامہ

[16] الدرالمختار کتاب القسمۃ مطبع مجتبائی دہلی ۲/۲۱۹

[17] الفتاوی الھندیۃ // // الباب الثالث نورانی کتب خانہ پشاور ۵/۲۱۰

سید شریف قدس سرہ الشریف شریفیہ میں فرماتے ہیں:

لنا ان سبب استحقاق کل منهما میراث صاحبه غیر معلوم یقینا ولما لم یتیقن بالسبب لم یثبت الاستحقاق اذلا یتصور ثبوته بالشک۔[18]	ہمارے نزدیک ان دونوں میں سے ہر ایک کے استحقاق کا سبب اس کے ساتھ کی میراث ہے جو کہ یقینی طور پر معلوم نہیں۔ جب سبب یقینی نہ ہوا تو استحقاق ثابت نہیں ہوگا کیونکہ اس کا ثبوت شک کے ساتھ متصور نہیں۔ (ت)

جواب سوال ششم

اس مبحث میں بمقابلہ ذوی الفروض کی قید زائد وضائع ہے کلام ایسی عصوبت بعیدہ کے ترکہ پانے میں ہے وہ زمانہ صحابہ کرام بلکہ زمانہ اقدس سید انام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام میں واقع ہوا۔

حدیث نہم ۹: عبدالرزاق اپنی مصنف میں اور ابن جریر وبیہقی ضحاک بن قیس سے راوی:

انه کان طاعون بالشام فکانت القبیلة تموت باسرها حتی ترثها القبیلة الاخری[19] الحدیث۔	یعنی زمانہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ ملک شام میں طاعون واقع ہوا کہ سارا قبیلہ مرجاتا یہاں تک کہ دوسرا قبیلہ اس کا وارث ہوتا۔

حدیث دہم ۱۰: ابوبکر بن ابی شیبہ اپنی مصنف اور امام ابوداؤد سنن میں حضرت بریدہ بن الحصیب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

قال اتی رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم رجل فقال ان عندی میراث رجل من الازد ولست اجد ازدیا ادفعه	یعنی ایک صاحب نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی میرے پاس ایک ازدی یعنی قبیلہ بنی ازد سے ایک شخص کا ترکہ ہے اور

[18] الشریفیہ شرح السراجیۃ فصل فی الغرقی والهدمٰی مطبع علیمی اندرون لوہاری گیٹ لاہور ص ۱۴۳

[19] المصنف لعبدالرزاق کتاب الفرائض باب ذوالسہام حدیث ۱۹۱۳۶ المجلس العلمی بیروت ۱۰/ ۲۸۸

الیہ قال فاذھب فالتمس ازدیا حولا قال فاتاہ بعد الحول فقال یارسول اللہ لم اجد ازدیا ادفعہ الیہ قال فانطلق فانظر اول خزاعی تلقاہ فادفعہ الیہ فلما ولی قال علی الرجل فلما جائہ قال انظر کبر خزاعۃ فادفعہ الیہ[20] ولفظ ابن ابی شیبۃ قال فاذھب فادفعہ الی اکبر خزاعۃ[21]۔	مجھے کوئی ازدی نہیں ملتا جسے دوں، فرمایا سال بھر تک کوئی ازدی تلاش کرو، ایک سال کے بعد حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! میں نے کوئی ازدی نہیں پایا۔ فرمایا تو بنی خزاعہ میں جو شخص سب سے زیادہ جدِاعلٰی سے قریب ہو اسے دے دے۔ جب وہ لوٹا تو فرمایا اسے میرے پاس بلالاؤ۔ جب وہ حاضر خدمت ہوا تو فرمایا جو خزاعہ میں سب سے عمر رسیدہ ہو اسے دے دینا۔ ابن ابی شیبہ کے لفظ یہ ہیں آپ نے فرمایا جا اور خزاعہ کے سب سے عمر رسیدہ شخص کو دے دے۔

بنی ازد بنی خزاعہ کی ایک شاخ ہے، جب میت کے قبیلہ اقرب کا کوئی نہ ملا تو ترکہ نے قبیلہ اعلٰی کی طرف رجوع کی، اب کون بتا سکتا ہے کہ یہ میت اس اکبر خزاعی سے کہ اس کا عصبہ ٹھہرا کس قدر پشتہا پشت کے فصل پر جا کر ملتا ہوگا۔ اس حدیث سے وہ تلاش کرنے کا حکم بھی معلوم ہو گیا جس کا سوال چہارم میں استفسار تھا۔

جواب سوال ہفتم

ان حدیثوں کے بعد اگرچہ نہ اس سوال کا محل نہ اس کے جواب کی حاجت، مگر استفسار پر کہا جاتا ہے کہ ہاں بارہا فقیر کے یہاں سے ایسی عصوبات بعیدہ کو ترکہ دلایا گیا ہے کئی کئی روز سائلوں نے کہا اس کا کوئی عصبہ نہ رہا کوئی نہیں اور ان پر بار بار تحقیق و تفتیش کی تاکید کی گئی اور بالآخر پتا لگا کر لائے کہ پردادا یا پردادا کے باپ کی اولاد کا فلاں مرد فلاں جگہ باقی ہے۔ فقیر نے پندرہ سولہ سال سے تقسیم ترکہ کے مسائل اپنے اصحاب واحباب کے متعلق

[20] سنن ابی داؤد کتاب الفرائض باب میراث ذوی الارحام آفتاب عالم پریس لاہور ۴۶/۲

[21] المصنف لابن ابی شیبہ،،، حدیث ۱۶۳۹ ادارۃ القرآن کراچی ۴۱۴/۱۱

کردیئے ہیں اور نادرًا جو خود لکھنا ہوتا ہے اپنے مجموعہ فتاوٰی میں ان کی نقل نہیں رکھتا مگر جب کسی فائدہ نفیسہ پر مشتمل ہو للہذا ان سب وقائع کا پتا نہیں دے سکتا ہاں ابھی اسی شعبان میں اسی شہر کا ایک مسئلہ لکھا گیا جس میں قاضی زادوں کے خاندان سے ایک عورت کے پردادا کا پرپوتا اس کا وارث ہوا۔ ثواب الخیر بنت رعایت علی بن قاضی رحمت علی بن قاضی مولوی شیخ الاسلام کا ترکہ فرزند علی بن محمد علی بن قاضی ب درالاسلام بن قاضی مولوی شیخ الاسلام کو ملا۔ فرائض نویسان زمانہ دریافت نہیں کرتے سائلوں جاہلوں کے بتانے پر قناعت کرتے ہیں وہ کیا جانیں کس کس کو ترکہ پہنچتا ہے، لاجرم بلاوجہ حق تلفیاں ہوتی ہیں اگر تفتیش کامل کی عادت ہوتی توآج ایسی توریثیں اچنبھا نہ معلوم ہوتیں۔ سچ ہے جو وارد ہوا حدیث میں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مروی:

تعلموا الفرائض وعلموہ الناس فانہ نصف العلم وانہ ینسی وھو اول ماینزع من امتی[22]۔ رواہ ابن ماجۃ والحاکم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔	فرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ کہ وہ نصف علم ہے اور وہ بھولا جاتا ہے اور پہلا علم جو میری امت سے نکل جائے گا (اس کو ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ ت)

عـــــہ: بعدہ، ۹/صفر ۱۳۱۹ھ کو اسی بریلی کے مسلمان حلوائیوں کا ایک مناسخہ آیا جس میں احمد بخش نامی ایک شخص کا ترکہ کہ اس کی زوجہ وہمشیرہ سے بچا بلاقی وانعام اللہ نے پایا کہ احمد بخش کے پردادا کے چچا پوتے ے پوتے ہیں ان کا سلسلہ نسب یوں ہے، یہاں ذی فرض نسبی بھی موجود ہے پھر احمد بخش کی پھوپھی سراجن مری وہی دو عصبے اس کے بھی وارث ہوئے وہ اس کے دادا کے چچا کے پرپوتے کے بیٹے ہیں، یہ بحمد اللہ اس تحقیق کا نتیجہ ہے جو بیان کی جاتی ہے۔

زید

صلابت　نور محمد

کمولال　محمد　غلام غوث

سعد اللہ　عطاء اللہ　فیض اللہ

محمد بخش

انعام اللہ　بلاقی　احمد بخش

---

[22] سنن ابن ماجہ ابواب الفرائض باب الحث علی تعلیم الفرائض ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۱۹۹، المستدرک للحاکم کتاب الفرائض دارالفکر بیروت ۳۳۲/۴

جواب سوال ہشتم

یہ رواج باطل ومردود ونامعتبر ہے کہ صراحۃً مخالف شرع مطہر ہے کوئی رواج نص کے خلاف معتبر نہیں ہوسکتا ورنہ رباوزنا وشراب ورباب کارواج اس سے بدرجہا زائد ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تو فرمائیں:

فلاولی رجل ذکر[23]۔	کہ وہ قریب ترین مرد کے لئے ہے (ت)

جو فرائض مقدرہ دلاکر باقی بچے وہ اس مرد کا ہے جو بہ نسبت دیگر اقارب کے میت سے قریب تر ہے، ایسے مرد کے ہوتے ہوئے جو رَد کیا جائے گا صراحۃً حق تلفی وظلم ابعد اورایسار دخود واجب الرد ہوگا، یہ رواج نہ صرف حدیث بلکہ اجماع امت کے خلاف ہے۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے:

قال النووی رحمہ اللہ تعالٰی قد اجمعوا علی ان مابقی بعد الفرائض فھو للعصبات یقدم الاقرب فالاقرب[24]۔ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔	امام نووی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا کہ مشائخ کا اس پر اجماع ہے جو اصحاب الفرائض کے بعد باقی بچے وہ عصبوں کے لئے ہے، جو سب سے زیادہ قریبی ہے اس کو مقدم کیا جائے گا پھر اس کے بعد والا۔ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم (ت)

[23] صحیح البخاری کتاب الفرائض باب میراث الولد من ابیہ وامہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۹۷،

صحیح مسلم ////////// ۲/ ۳۴

[24] مرقاۃ المفاتیح کتاب البیوع باب الفرائض حدیث ۳۰۴۲ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۶/ ۲۳۰